تعزیتی مضمون

از

سید الطاف علی بریلوی:

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی

(م ۱۹۵۵ء)

تارا ٹوٹا سب نے دیکھا ، پر نہ کسی نے غور کیا
کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا کس کا سہارا ٹوٹ گیا

○ فروری ۱۹۳۱ء میں علامہ سید سلیمان ندوی صاحب نے علامہ شبلی نعمانی کے بھائی مولانا حمید الدین فراہی کی وفات پر ماتم کرتے ہوئے لکھا تھا کہ۔

> " اس کی جامعیت عہد حاضرہ کا معجزہ تھی۔ عربی کا فاضل یگانہ ، فضل و کمال کا مجسمہ ، ایک شخصیت منفرد لیکن ایک جہان دانش ۔ ایک دنیائے معرفت ۔ ایک کائنات علم۔ ایک گوشہ نشین مجمع کمال ۔ ایک بے نوا سلطان ہنر ۔ علوم ادبیہ کا یگانہ ۔ علوم عربیہ کا خزانہ ۔ علوم عقلیہ کا ناقد ۔ علوم دینیہ کا ماہر ، دنیا کی دولت سے بے نیاز ۔ اہل دنیا سے مستغنی انسانوں کے رو و قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا۔ گوشۂ علم کا معتکف اور اپنی دنیا کا آپ بادشاہ ۔ اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔"

۶ ر اگست ۱۹۵۵ء کی صبح کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے قاضی احمد میاں جونا گڑھی کے اچانک انتقال سے آں مرحوم کے متعلق بھی آج ہم اپنے دل میں اسی قسم کے جذبات موجزن پاتے ہیں۔ مملکت پاکستان میں علامہ سید سلیمان ندوی صاحب کے بعد صحیح معنیٰ میں علمی شخصیت اگر کوئی تھی تو وہ قاضی صاحب کی تھی ۔ ایسا مستحضر علم ہم نے کسی اور میں نہیں دیکھا۔ قریب قریب ہر ایک علم و فن پر قیمتی سے قیمتی معلومات ان کی نوک زبان تھیں۔

○ قاضی صاحب کے ذاتی حالات کے بارے میں بہت کم لوگوں کو پورا علم ہے۔ پاکستان آکر جیسی جیسی شدید مشکلات سے وہ گذرے اور دنیوی وجاہت و خوشحالی کے اعتبار سے جس پستی میں آپڑے وہ ان کی زندگی کا انتہائی درد انگیز باب ہے۔ صرف چند احباب خاص ان حالات سے واقف